رضویات میں علامہ شمس بریلوی کے

انقلاب آفریں کارنامے

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی لاہور

رضویات میں علامہ شمس بریلوی کے

انقلاب آفریں کارنامے

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی لاہور

رضویات میں

علامہ شمس بریلوی

کے انقلاب آفریں کارنامے

از قلم

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور پاکستان

۱۲۱

سلسلہ مطبوعات نمبر

نام کتاب : ———— رضویات میں شمس بریلوی کے انقلاب آفریں کارنامے

تصنیف : ———— سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ناشر : ———— رضا اکیڈمی

مطبع : ———— احمد سجاد آرٹ پریس موہنی روڈ۔ لاہور

ہدیہ : ———— دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے رضا اکیڈمی

اکاؤنٹ نمبر ۹۳۸/۳۸، حبیب بنک۔ وسن پورہ برانچ ○ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ۔ چاہ میراں، لاہور پاکستان

کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰، فون نمبر ۷۶۵۰۴۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

بنام

نازش اہل وفا، فخر ارباب صفا، صاحب فیض رضا، فنا فی الرضا، ناشر رضویت بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، فخر السادات حضرت مولانا سید ریاست علی قادری بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

دین کی خدمت کی قائم کی درخشندہ مثال
مرحبا صد مرحبا سید ریاست قادری

فقط

سید صابر حسین شاہ بخاری

حسن ترتیب

افلت الشمس؟

مولانا محمد منشا تابش قصوری (جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور)

نہ جانے عالم برزخ کتنا حسین و جمیل ہے۔ کتنا سکون بخش اور کتنا روح پرور ہے؟ جس کی طرف بڑی برق رفتاری سے ہر اچھے سے اچھا شاداں و فرحاں چلا جا رہا ہے۔ انبیاء و رسل علیہم الصلٰوۃ والسلام کو یہ جہاں پسند نہ آیا' تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام علیہم الرحمہ والرضوان نے انہیں کی سنت پر عمل کیا اور چل دیئے' تابعین کا دل بھی نہ لگا۔ ائمہ کرام' محدثین عظام نے انہیں کا دامن تھاما' اکابر امت' اولیاء ملت' سالکان طریقت' قائدین روحانیت' محافظین اسلام و سنیت نے بھی انہیں کے نقش قدم کو حرز جاں بنایا اور اس دنیا سے منہ موڑ کر بقا کا راستہ لیا۔

اگر یہ جہاں' یہ دنیا انہیں مرغوب ہوتی' یہاں کی بہاریں راس آتیں اور رونقیں محبوب ہوتیں تو یقیناً اس سے دل لگاتے' یہ اعلیٰ مناسب و مراتب اور رفیع مقامات و درجات پر فائز ہستیاں اسے آباد رکھتیں جن کی رضا کا طالب خود ان کا خالق' سب کا مولیٰ' سب کا مالک' مگر ان قدسی صفات شخصیات نے اپنے خالق کی رضا کو اپنایا اور نقل مکانی کو ترجیح دی۔

ذرا سوچئے تو سہی! آخر کوئی تو بات ہے کہ انہیں کی دکھائی ہوئی راہ پر آج حضرت شمس بریلوی بھی چل پڑے۔ انہوں نے اپنی ایک ایک علمی صفت کو ان قواعد و ضوابط سے مرصع فرمایا۔ مرحوم کی علمی' ادبی' تاریخی' تحقیقی' تخلیقی' فنی' اصولی اور معقولی تصانیف کی تار بھی اسی دعا پر ٹوٹتی رہی۔ خدایا! خاتمہ بالخیر فرمایئے گا۔

سو آپ کی یہ آرزو بھی باحسن وجوہ پوری ہوئی اور اس عظیم الشان' عدیم المثال' ناقابل تصور حدود و قیود اور اعداد و شمار سے ماوریٰ

روحانی اجتماع میں شمولیت سے باریاب ہو گئے جو اعلیٰ علیین کے مبارک نام سے متعارف ہے، جس کا ابتداء "ذکر ہوا۔

کہتے ہیں شمس کبھی غروب نہیں ہوتا، البتہ تھوڑی دیر کے لیے اوٹ میں چھپ کر دوسرے مقام کو اپنے انوار و تجلیات سے منور کرتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو پھر شمس بریلوی کی بھی یہی کیفیت ہے، کہنے والوں نے کہا افلت الشمس، غربت الشمس۔ شمس چھپ گیا، شمس غروب ہو گیا، لیکن صاحبان بصیرت آج بھی دیکھ رہے ہیں۔ شمس بریلوی نصب النہار پر اپنی پوری تابانیوں سے چمک رہا ہے۔ اس کی چمک محامد میں، نعت و مناقب میں، نظم میں، نثر میں، تاریخ میں، سیرت میں، حدیث میں، فقہ میں، تحقیق میں، تراجم میں، شروح میں، یہی نہیں بلکہ عقیدت میں، محبت میں، عشق میں، وہ تو ہر جگہ نور بار ہے= ہر سمت، ہر مقام، ہر صحیح العقیدہ سنی کے سینے میں طلوع ہے۔ امام احمد رضا کا شمس، مجدد الف ثانی کا شمس، غوث اعظم جیلانی کا شمس، ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا" علی افق العلی لا تغرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

کلمات حقیقت

از: السید زاہد سراج القادری سجادہ نشین خانقاہ ایمانیہ قادریہ رضویہ کراچی
جوائنٹ سیکرٹری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے، ادھر نکلے، ادھر ڈوبے، ادھر نکلے

مجاہد علم و ادب، ماہر رضویت حضرت شمس الحسن شمس بریلوی کی شخصیت ہمہ جہت اور ہشت پہلو تھی، میدان تحقیق و تدقیق میں وہ شہ سوار کی حیثیت رکھتے تھے، ان کی خوبی تھی کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے، اسے تشنہ نہ چھوڑتے، متعدد وجہات سے مختلف پہلوؤں پر کلام کرتے اور اہل علم و ادب کے لئے اسے "نشان راہ" ہی نہیں بلکہ "منزل" بنا ڈالتے۔ تبصرہ و ترجمہ، تشریح و تقدیم، تحقیق و تدقیق، تصنیف و تالیف، شعر و شاعری ---- کون سا موضوع نہیں جس پر شمس صاحب نے اپنی جوت نہ جگائی ہو!؟

۱۹۱۹ء سے ۱۹۹۷ء تک دنیائے علم و فضل میں اپنی ظاہری زندگی کے ساتھ روشنی بکھیرتا یہ "شمس" اب بھی اصحاب فکر و فن اور ارباب شعر و سخن کا آفتاب ہے۔ کیا ہوا جو اب اوٹ میں چلا گیا؟ مگر اس کا علمی جاہ و جلال اب بھی ایک عالم کی نگاہوں کو خیرہ کر رہا ہے!

زیر نظر مقالے میں فاضل گرامی قدر، محترم و مکرم حضرت سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری قادری زید علمہ نے حضرت شمس سے اپنی محبت و عقیدت کے اظہار سے

زیادہ آفتاب نیمروز کی طرح اس روشن حقیقت کا اظہار کیا ہے ---- یہ کہ جناب شمس نے مجدد علی الاطلاق، محقق علی الاطلاق شمس العلم والعلماء شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قادری (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ - ۱۳۴۰ھ) کے جن گوشوں پر قلم اٹھایا اس میں وہ یکہ و تنہا ہیں' اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے ان موضوعات کو اجاگر فرما کر دنیائے علم و ادب پر احسان کیا ہے تو بے جا نہ ہو گا۔

فاضل محقق نے زیر نظر مقالے میں جناب شمس بریلوی کے ان کارہائے نمایاں کا تعارف کرایا ہے جن کا تعلق فاضل بریلوی کی گراں قدر خدمات دینی و ملی کے بیان سے ہے۔ ----- 'کون نہیں جانتا کہ مجدد اسلام نے اس قوم کو زندہ و متحرک رکھنے کے لئے حب رسول اور عشق مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثنا کا جو "ٹانک" دیا ہے اسے "حدائق بخشش" کے نام سے پکارا جاتا ہے' جس میں امام وقت نے ۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

کی صورت میں امت مسلمہ کو نکتہ اتحاد عطا فرمایا ہے جو ہر دور اور ہر وقت کے لئے قابل عمل ہے۔ حضرت شمس کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے اس کلام وجد آفرین کو اپنے "تحقیقی و تنقیدی جائزہ" میں اس خوبی سے اجاگر کیا کہ دنیا نے اس کے تمام تر ادبی محاسن اور شعری نزاکتوں کے جلوؤں سے اپنی نگاہیں خیرہ کیں ------- زندگی گزارنے کے لئے قانون اور اس کی اہمیت سے کون واقف نہیں؟ ساتھ ہی دنیا اس بات سے بھی باخبر ہے کہ "فقہ حنفی" کی شکل میں قانون اسلام کی بہترین تعبیر و تشریح ایک زمانے تک اسلام اور اہل اسلام کے عملی قانون کے طور پر مروج رہی ہے۔ یہاں تک کہ دور عالمگیری میں علماء کی ایک کثیر جماعت نے "فتاویٰ عالمگیری" مدون و مرتب فرما کر اس علمی ذخیرہ میں گراں قدر اضافہ کیا۔ مگر دنیا اس بات سے بھی انگشت بدنداں ہے کہ اسی فقہ حنفی کی ایک عظیم دستاویز "فتاویٰ رضویہ" کی شکل میں فرد واحد اور مرد کامل نے بارہ ضخیم جلدوں میں مرتب فرمائی' جس میں

مسائل ہی نہیں بلکہ دلائل و براہین کے انبار بھی ہیں اور مخالفین فقہ حنفی کے لئے دندان شکن جواب بھی۔ کیوں کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کو اس کا اولین اور بنیادی ماخذ بنایا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے۔ حضرت شمس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے مذکورہ دونوں فقہی و قانونی دستاویزات کا ایک تاریخی اور معرکتہ الاراء موازنہ پیش کیا ہے ----- جناب شمس کو فاضل بریلوی سے جو علمی و ادبی عقیدت تھی اس کا اظہار انہوں نے "آفتاب افکار رضا" کی صورت میں کچھ اس طرح کیا کہ حضرت رضا کے فکری و علمی کارناموں اور تحقیقی و تدقیقی خدمات کو ایک منظوم مقالے کی صورت دے دی جو قریباً پانچ ہزار اشعار پر مشتمل ہے' شاید کسی شخصیت پر یہ واحد منظوم مقالہ ہے' اسے "شاہنامہ رضا" کہنا مناسب ہو گا -----' علماء و حکماء شروع ہی سے فنون کتب کی وضاحت اور اشکال کو دور کرنے کے لئے حاشیہ نگاری کا طریقہ اختیار کرتے رہے ہیں' جسے آگے چل کر ایک مکمل فن کا درجہ حاصل ہوا۔ کسی کتاب پر کسی حاشیے کو کسی تصنیف سے کم درجہ حاصل نہیں' امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں کتابوں پر حواشی لکھے' مختلف فنون پر ایراد بھی کیا اور اس کی وضاحت بھی' جہاں یہ آپ کے تبحر علمی پر دلالت کرتی ہے وہیں آپ کے وسعت مطالعہ پر بھی۔ جناب شمس نے دنیائے اسلام پر احسان کرتے ہوئے محدث بریلوی کی "حاشیہ نگاری" پر خوب کام کیا اور اصحاب فکر و فن کو تحقیق و تدقیق کی نئی راہ عطا فرمائی ------' محبوب رب کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور صلوۃ و سلام کے گجرے نچھاور کرنا سنت خدا و ملائکہ تو ہے ہی مگر مومنین و عشاق کے لئے یہ وجہ نجات اور معراج کمال بھی ہے۔ امام احمد رضا نے اردو زبان و ادب کو اپنے قصیدہ سلامیہ ؎

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کی صورت میں جو گوہر گراں مایہ عطا کیا وہ اس پر جس قدر ناز کرے کم ہے' ساتھ ہی سلام کی برکت سے تضمین نگاری کے فن نے بھی اس قدر عروج پایا کہ آج صرف سلام رضا پر دسیوں تضمینیں موجود ہیں اور سلسلہ ہے کہ دراز ہوتا ہی جا رہا ہے۔ جناب طارق

سلطانپوری نے ایک نعت گو شاعر کی حیثیت سے تاریخی مادوں کی فی البدیہہ تخریج کے ساتھ ساتھ تضمین نگاری کے فن میں کمال کیا۔ خود اسلام رضا پر پے در پے دو تضمینیں کہیں، تضمین ثانی "برہان رحمت" کی ادبی خوبیوں اور شعری محاسن پر حضرت شمس نے ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا اور اسے "معارف نعت" کا نام دیا، جس میں فن نعت گوئی کے تدریجی ارتقا اور عصر حاضر میں اردو نعت گوئی کے ساتھ ساتھ فن تضمین گاری پر بھی سیر حاصل کلام کیا جو بجائے خود ایک مکمل تحقیقی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

فاضل محقق نے مذکورہ عناوین پر جناب شمس کے انقلاب آفرین کارناموں کو بنظر اختصار بیان کرنے کے بعد "متفرقات" کے عنوان سے حضرت شمس بریلوی کے مختلف تقدیمات اور مقالہ جات کا بھی ایک مختصر تعارف کرایا ہے جن کا تعلق رضویات سے ہے۔ ان کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے۔

میرے فاضل دوست نے اپنے اس تعارفی مقالے کو قلمبند کرنے کے لئے حضرت شمس کے اپنے نام روانہ کئے گئے خطوط کے اقتباسات سے بھی کام لیا ہے جس سے ان کے شمس صاحب کے تعلقات کی نوعیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے، انہوں نے یہ مقالہ لکھ کر حضرت شمس کی جگمگاتی زندگی اور کارہائے نمایاں کے صرف ایک پہلو پر روشنی ڈالی ہے جس کا تعلق محقق اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ والرضوان سے ہے۔ بلاشبہ رضویات پر تحقیق کرنے والوں کے لئے جناب شمس کا یہ انقلاب آفریں کام ہے ---- محترم دوست اور دینی بھائی حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری زید مجدہ و علمہ نے برہان شریف ضلع اٹک کے زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم خطے میں بیٹھ کر اس مضمون کو قلمبند کیا، جو آسائش و سہولیات سے پر محققین و ادباء کے لئے بجائے خود انقلاب آفریں بھی ہے اور لائق تقلید بھی ---- راقم الحروف نے لاہور / اسلام آباد کے دورے کے موقع پر جب آپ کے اس گاؤں کی حاضری دی اور خود مشاہدہ کیا کہ "زندگی کی آبیاری بیابانوں میں بھی کی جاسکتی ہے" بے اختیار ان کے قلم کو چوم لیا، بے ساختہ یہ تحریر ان کو خراج عقیدت

ش کرنے کے لئے صفحہ قرطاس پر پھیلتی چلی گئی۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!

آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و حزبہ اجمعین

مقیم کراچی۔ حال وارد برہان شریف ضلع اٹک

احقر العباد

السید زاہد سراج القادری عفی عنہ

روز دو شنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

بمطابق ۱۹ مئی ۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز مقالہ

خدا و مصطفیٰ (ﷺ) کا یہ کرم ہے
انہیں یہ دولت عقبا ملی ہے

(خوشتر صدیقی)

ادیب شہیر محقق بے نظیر حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمتہ 1337ھ / 1919ء میں بریلی شریف (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ 3 ذیقعدہ 1417ھ / 13 مارچ 1997ء کی شب کراچی میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1945ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت لی۔ اسی مدرسہ میں 1935ء تک شعبہ فارسی کے صدر مدرس کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آٹھ سال تک اسلامیہ کالج بریلی میں پروفیسر رہے۔

1954ء میں پاکستان ہجرت کی۔ کراچی آکر محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ آپ کی تقریباً ساری زندگی جہاد بالقلم میں گزری۔ حتیٰ کہ بستر علالت پر بھی آپ قلمی جہاد میں مصروف رہے۔ بالآخر اس دنیا سے جہاد بالقلم کے غازی بن کر کوچ فرما گئے۔

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ ہمارے لئے مینارہ نور تھے۔ ہر چھوٹے بڑے سے نہایت ہی محبت و شفقت سے پیش آتے اور بروقت راہنمائی فرماتے تھے۔ جب

بھی آپ کی خدمت میں کوئی استفسار روانہ کیا' فوری جواب پایا۔ علالت میں بھی جواب دینے کی کبھی تاخیر نہ فرمائی۔ حالانکہ عصر حاضر میں بعض علماء مشائخ کی خدمت میں جوابی لفافہ بھی ارسال کیا جائے' جواب تک دینے کی زحمت گوارا نہیں فرماتے۔ ان نازک مزاج علماء و مشائخ کو علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کے عمل سے درس عبرت لینا چاہیے۔

آپ کی وفات سے دنیائے علم وادب ایک عظیم راہنما سے محروم ہو گئے ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل انھیں اپنے "جوار رحمت" میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ آسمان علم و ادب کے روشن آفتاب تھے۔ آپ بیک وقت شاعر' معلم' محقق' صاحب اسلوب نثر نگار اور بے مثال مترجم تھے۔ سینکڑوں تحقیقی مقالات و مضامین' تراجم' مقدمات اور تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ آپ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "سرور کونین کی فصاحت" پر حکومت پاکستان کی طرف سے قومی سیرت ایوارڈ اور علمی خدمات کی بناء پر ستارہ امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔ فارسی ادب میں آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے ایران کی "حافظ شیرازی اکیڈمی" نے آپ کو "علامہ" کے خطاب سے نوازا۔ آپ کے علمی' تحقیقی اور ادبی کارنامے اظہر من الشمس ہیں۔ آپ کے تمام علمی کارناموں کو احاطہ تحریر میں لانا مجھ جیسے ہیمدان کے بس سے باہر ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک مشکل کام ہے اور اس کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔ البتہ رضویات کے حوالے سے راقم اپنے ممدوح علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کے چند انقلاب آفریں کارناموں کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے'

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' سے کئی نسبتیں حاصل ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ اسی شہر خوباں بریلی شریف کے رہنے والے تھے۔ پھر آپ کی ولادت بھی اسی دولت کدے پر ہوئی جہاں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' تولد ہوئے' آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز بھی امام موصوف کے قائم کردہ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے کیا۔ پھر اسی دار العلوم میں بحیثیت مدرس شعبہ فارسی کی مسند سنبھالی۔ دو واسطوں سے آپ کا سلسلہ بیعت وارادت بھی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' سے منسلک ہے۔ یعنی آپ کو علامہ مفتی تقدس علی خان علیہ الرحمتہ جن کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ' سے شرف بیعت و تلمذ حاصل تھا۔ اور جو ان کے بڑے صاحبزادے حجتہ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمتہ کے داماد اور خلیفہ مجاز نیز مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے شرف بیعت وارادت حاصل تھی۔

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ' حجتہ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمتہ کے نہ صرف ہم نشیں بلکہ مزاج میں بھی دخیل تھے' حضرت موصوف جامعہ رضویہ کے تنظیمی معاملات میں آپ سے مشاورت فرماتے اور آپ کی رائے کی بڑی قدر و منزلت فرماتے۔ گویا آپ حضرت موصوف کے رفیق خاص بھی تھے۔

عاشق رضا علامہ سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمتہ نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' کے علمی آثار کو عام کرنے اور ان پر تحقیق کرنے کے لئے 1980ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی قائم کیا۔ اس ادارہ کے اولین سرپرستوں اور معاونین میں علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ آپ آخر دم تک ادارے کی نہ صرف سرپرستی بلکہ علمی طور پر علمی تعاون بھی فرماتے رہے۔ ادارے کا سالنامہ "معارف رضا" بھی آپ کی اور مسعود ملت

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مد ظلہ کے ایماء پر نکالا گیا بلکہ اس کا نام بھی انہی دونوں بزرگوں کا تجویز کردہ ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے حوالے سے انقلاب آفریں کارنامے سرانجام دینے پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان نے 1991ء میں آپ کو امام احمد رضا گولڈ میڈل اور سند امتیاز پیش کی۔ ادارہ کے بانی علامہ سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمتہ آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں۔

"آپ کی خدمات اسلام کی سربلندی اور خصوصاً" عالم اسلام کی ایک نابغہ روزگار شخصیت یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر تحقیق و تدقیق کے سلسلے میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کی ان بے لوث خدمات کا کوئی معترف نہیں، ہم یہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب حضرت امام احمد رضا کا نام ذہن میں آتے ہی جو ایک اور نام فوراً" لوگوں کے ذہن میں آتا ہے وہ آپ ہی کا اسم گرامی ہے"۔

(سید اسماعیل رضا ذبیح ترمذی: جہان شمس مطبوعہ کراچی۔ ص 214

دنیائے رضویات میں آپ کے کارناموں کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جب بھی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ پر کوئی محقق قلم اٹھائے گا تو آپ کا حوالہ دیئے بغیر آگے نہیں بڑھے گا۔ یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ رضویات میں آپ کے انقلاب آفریں کارنامے اس پر شاہد عادل ہیں۔ ان گراں قدر کارناموں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:۔

کلام رضا کا تحقیقی و ادبی جائزہ:۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' کے وصال کے بعد مکتبہ رضویہ بریلی کے کارپردازوں نے کلام رضا کی ترتیب و تدوین کی طرف توجہ کی بس جیسا ان کی سمجھ میں آیا اس طرح اس کو مرتب کر دیا۔ آپ کے دیوان کی صحیح اور ادبی ترتیب کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ بالآخر میرے ممدوح علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ نے کلام رضا کا بنظر غائر مطالعہ فرمایا اور نہ صرف کلام رضا کو جدید تدوین و ترتیب دی بلکہ نہایت محنت اور لگن سے کلام رضا کے محاسن کا احاطہ کرتے ہوئے ایک مبسوط تجزیاتی مقدمہ "کلام رضا کا تحقیقی و ادبی جائزہ" بھی رقم فرمایا جو تنقید و تبصرہ کے باب میں اپنی مثال آپ ہے۔ اور اعلی حضرت قدس سرہ' کی نعتیہ شاعری پر محققین کے لئے مشعل راہ بن گیا ہے۔ بقول پروفیسر فیاض احمد کاوش:

> "اس میں شعرو شاعری کی تاریخ و تنقید 'علمی نکتے اور ادبی رموز' شاعری کے تقاضے اور خود شاعر سے اس کے عہد کے مطالبے' سبھی کچھ ہے اور پھر ان ادبی حقائق کی روشنی میں اپنے ممدوح حضرت رضا کی فکر رسا اور حسن داد' ان کی شعری لہجے کی دل نشینی اور پھر اس میں عالمانہ رنگ آمیزی' زبان کی لطافت اور بیان کی فصاحت' اپنے ممدوح کی شاعری کا قدیم و جدید شعراء سے موازنہ اور ان کے محاسن سخن' نعت شریف کی نزاکت اور حضرت رضا

کی ارادت۔ اس تلوار کی دھار پر حسین توازن کا برقرار رکھنا، ایک عجوبہ روزگار ہے"۔

(سید اسماعیل رضا ذبیح ترمذی: جہان شمس مطبوعہ کراچی۔ ص 199)

غرضیکہ تحقیق کے میدان میں یہ گراں قدر مقدمہ علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کے تبحر علمی کا روشن ثبوت ہے اور کلام رضا کے حوالے سے آپ کا ایک انقلاب آفریں کارنامہ ہے۔ 1976ء میں مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی نے اپنے روایتی انداز میں اسے زیور طبع سے نوازا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ رضویہ کا موازنہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو "فقہ" میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی ساری زندگی فقہ حنفی کی خدمت میں بسر ہوئی۔ آپ اپنے عہد کے عظیم فقیہہ تھے۔ اپنے معاصرین میں ممتاز و نمایاں تھے۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" بے مثال ولازوال ہے۔ پاک وہند کے علمی سرمائے میں "فتاویٰ عالمگیری" کے بعد "فتاویٰ رضویہ" کی شہرت بھی کچھ کم نہیں ہے۔

"فتاویٰ عالمگیری" حکومت وقت کی سرپرستی میں تیار ہوا جبکہ فتاویٰ رضویہ کی تیاری میں کسی حکومت کی سرپرستی شامل نہ تھی، اول الذکر فتاویٰ تبحر علماء کی ایک جماعت کی محنت کا ثمر تھا جبکہ موخر الذکر فتاویٰ فرد واحد کی کاوش کا ثمرہ شیریں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری صرف مسائل پر مشتمل ہے اور فتاویٰ رضویہ کے اکثر و بیشتر فتاویٰ

دلائل و براہین کا انبار لئے ہوئے ہیں۔ اس میں قرآن و حدیث اور قواعد فقیہہ کی روشنی میں جدید مسائل کا حل بھی پیش فرمادیا گیا ہے۔ جدید ترتیب و تدوین میں فتاویٰ رضویہ کی کوئی بیس پچیس جلدیں بننے کا امکان ہے۔

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ نے زیر عنوان نہایت ہی بلند پایہ تصنیف میں فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ رضویہ کا موازنہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ' کے فقہی مقام کو اجاگر کیا ہے۔ بلاشبہ یہ میرے شمس کا بہار آفریں کارنامہ ہے۔ یہ کوئی ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جب منصہ شہود پر آگے گا تو اہل انصاف علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ آپ کی اس انمول کاوش کو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا منظر عام پر لانے کی تیاری میں مصروف ہے۔

آفتاب افکار رضا

""آفتاب افکار رضا" علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کی فکر رسا کا ایک عظیم کارنامہ اور عبقری عصر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی علمی خدمات اور افکار عالیہ پر ایک منفرد منظوم مقالہ ہے۔ یہ تقریبا" پانچ ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔ کسی ایک شخصیت کی علم و فکر کے حوالے سے ہزاروں اشعار پر مشتمل اردو زبان میں یہ پہلا منظوم مقالہ ہے۔

""مثنوی آفتاب افکار رضا" تحریر فرمانے میں آپ مصروف تھے کہ اعلی حضرت قدس سرہ کے بارہ اشعار پر ایک صاحب نے اعتراضات کیئے۔ مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ' نے آپ کی توجہ ان اعتراضات کی طرف مبذول کرائی تو آپ نے اسی مثنوی میں ان اعتراضات کے منظوم جوابات بھی شامل فرمالئے۔ آپ خود راقم کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔

> ""اعتراضات بہت وزنی تھے، نظم تو نظم کسی نے نثر میں بھی جواب نہیں لکھا' یہ سب کچھ فیضان رضا ہے ورنہ بے چارہ کس قطار و شمار میں ہے""۔
>
> (مکتوب گرامی بنام راقم محررہ 13 اگست 1995ء

امام احمد رضا کا علمی شاہکار فتاوٰی رضویہ کا خطبہ عربی زبان و ادب کا ایک ایسا شہ پارہ ہے جو عربی کلاسیکی نثر کے نمونے کے طور پر دنیا کی تمام جامعات کے نصاب میں شامل کرنے کے قابل ہے۔ اس میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہادیئے گئے ہیں۔

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ نے "آفتاب افکار رضا" میں مثنوی کی بحر میں فتاویٰ رضویہ کے عدیم النظیر خطبہ کی تشریح و توضیح اور اس کی تمام فنی اور علمی خوبیوں کو صفحہ قرطاس پر لایا ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آج تک جو کام کسی نے نثر میں انجام نہیں دیا تھا' وہ میں نے مثنوی کی بحر میں انجام دیا ہے' صورت احوال یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ یگانہ روزگار تھے' علوم دینیہ میں بے عدیل و مثیل تھے' جو بات کی وہ لاجواب کی۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ کا جو خطبہ ہے' میں نے جب تقابلی جائزہ تحریر کرنا شروع کیا تو متعدد مجموعہ ہائے فتاویٰ دیکھے' یقین کیجئے' حمد الٰہی اور نعت نبی ﷺ نہیں۔ زیادہ سے زیادہ دو یا تین سطریں اور بس! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے یہاں حمد و نعت منقبت بھی اور پھر کمال یہ ہے کہ اس حمد و نعت اور منقبت میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ فقہ حنفی کی کتابوں کے نام ہیں یعنی حمد و نعت سند ابہام و توریہ میں ہے'

کسی نے اس خطبہ کے اس کمال کو واضح کرنے کی زحمت نہیں کی' اس کی وضاحت کوئی آسان کام نہیں۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہوں گا کہ وہ اپنے منہ سے اپنی تعریف ہوگی' میں نے ہر طرف سے مجبور ہو کر اس کام کو شروع کیا' نوے (۹۰) فقہی کتب کے نام حمد و نعت میں استعمال کئے ہیں مثلاً فرماتے ہیں

الحمدللہ ھو فقہ الاکبر یہ اللہ جل شانہ کا وصف اور ثناء بھی ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف لطیف بھی' پڑھنے والے کو یہ بتاتا ہے کہ فقہ اکبر کیا ہے' مصنف کون ہے' کب لکھی تھی اور اس میں کیا کیا خوبیاں ہیں؟ حمد کے بعد نعت شروع فرماتے ہیں اور اس میں کہتے ہیں۔ فانہ الاصل المحیط بکل من فصل بسیط یہ گرامی مرتبت نعت ہے اور محیط' بسیط فقہ کی گراں قدر کتابیں ہیں' اب قاری کو بتاتا ہے کہ فقہ حنفی میں بسیط اور محیط کیا ہیں' مصنف کون ہے' کب تصنیف ہوئی ہیں' یہ متن ہے یا شرح کی شرح اور فقہ حنفی میں اس کا کیا رتبہ ہے۔ اس کے بعد یہ بتاتا ہے کہ اس میں نعت نبوی ﷺ کیا ہے۔ سرکار والا ﷺ کے کیا اوصاف بیان ہوئے ہیں' الغرض یہ کوہ بے ستون کو کاٹ کے جوئے شیر لانا ہے۔ روزانہ ایک گھنٹہ اس پر صرف کرتا ہوں اور پھر دن بھر درد کے لئے بے چین رہتا ہوں' نوے (90) کتابوں کے تذکرے میں ' کتابوں کا تعارف اور اوصاف نبوی ﷺ اور حضور والا کے کمالات کو معرض بیان میں لا چکا ہوں اور باری تعالیٰ کے حضور اب دست بدعا ہوں کہ اتنی زندگی عطا فرمادے کہ اس کام کو مکمل کر لوں۔ تقریباً" 300 اشعار ہو چکے ہیں اور 500,400 اور ہوں گے۔ اس کو مثنوی کی بحر میں لانا کس قدر دشوار ہے' کتابوں کے نام بعض ایسے ہیں' ان کو موزوں کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ بہرحال حضور ﷺ کی نظر کرم اور رحمت

شاہانہ سے کام چل رہا ہے"۔ ملخصا"

(مکتوب گرامی بنام راقم محررہ 30 نومبر 1995ء)

میرے ممدوح کا یہ بے مثال کارنامہ پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ فتاویٰ رضویہ کے بے مثال خطبہ کے اوصاف کو تقریباً" 3000 اشعار میں اور مثنوی کی بحر میں لانا علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ کا انقلاب آفریں کارنامہ ہی تو ہے!

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ہی آپ کے اس فقید المثال کارنامے کو منظر عام پر لانے کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز!

امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری

فقہ اور دیگر کتب فنون میں حاشیہ نگاری کی اہمیت سے اہل علم آگاہ ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں مشکل مقامات کو علمائے کرام نے حواشی لکھ کر سہل بنانے کی کوشش کی ہے' امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بھی فقہ کی معروف کتابوں پر حاشیہ نگاری کی ہے جو دیدنی ہے۔ لیکن آپ کے ان حواشی تک رسائی جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ بالا خر عاشق رضا علامہ سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمتہ ان حواشی کی تلاش و جستجو میں کامیاب ہو گئے۔ 1979ء میں آپ بریلی شریف سے یہ عظیم تحفہ (تقریباً" ڈھائی سو حواشی) پاکستان لائے اور یہ صدا لگاتے رہے:۔

من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

ان کی اس صدائے دلنواز پر کسی نے کان نہ دھرے اور کسی نے ان کی اس مساعی کو نہ سراہا! بالا خر میرے ممدوح شمس بریلوی علیہ الرحمتہ خاموش نہ رہ سکے اور علامہ سید محمد

ریاست علی قادری علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ "اس متاع عزیز کا اگر کوئی خریدار نہیں بنتا اور ان حواشی کے تعارف اور تحقیقی جائزے کے لئے اگر کوئی تیار نہیں ہو تا تو لائیے مجھے دیجئے"۔

چنانچہ آپ نے کئی ماہ کی مدت صرف کر کے منقولات و معقولات کی مشہور کتب پر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے حواشی کو یکجا کیا۔ یہ حواشی دو جلدوں میں سمائے۔ پہلی جلد میں 15 کتب اور دوسری جلد میں 10 کتب کے حواشی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ شروع میں حاشیہ نگاری کی ابتداء اور تدریجی ارتقاء پر سیر حاصل بحث ہے۔ پھر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی حاشیہ نگاری کی خصوصیات کو نمایاں طور پر پیش فرمایا ہے۔ اس میں ہر ایک کتاب محشی کے 'مصنف کے تعارف کے بعد امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے حاشیہ کو اس طرح پیش فرمایا کہ آپ نے جہاں جہاں محشی کو تنبیہ اور آگاہ فرمایا' یا تعقب کیا ہے 'ان مقامات کو حاشیہ سے انتخاب کر کے پیش فرمایا اور توضیح و تصریح کے مقامات کو نشاندہی فرمائی۔

"امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری" کی یہ دونوں جلدیں 1984ء اور 1986ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی کے زیر اہتمام منصہ شہود پر آچکی ہیں۔

معارف نعت

سلام رضا پر طارق رضا عبدالقیوم طارق سلطانپوری کی تضمین ثانی "برہان رحمت" پر "معارف نعت" کے عنوان سے علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ نے عدیم النظیر اور وسیع و بسیط مقدمہ رقم فرمایا ہے جو تقریباً" تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مقدمہ تضمین نگاری پر جامعیت کے لحاظ سے بلا مبالغہ اپنی نوعیت کا بے مثال نمونہ ہے۔

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمتہ نے مقدمے کا آغاز عہد نبوی ﷺ سے فرمایا ہے اور نعت نبی ﷺ کی نمایاں مثالیں دی ہیں۔ اس کے بعد اموی عہد اور عباسی عہد میں نعت کے انداز و اصول اور محققانہ اظہار خیال فرماتے ہوئے نامور نعت گو شعراء کے نعتیہ کارناموں پر نہایت ہی فاضلانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے اور نمایاں نعتیہ گلہائے عقیدت پیش فرمائے ہیں۔ اس کے بعد برصغیر پاک وہند کی فارسی اور اردو نعت گوئی کا مفصل جائزہ لیا ہے اور تمام دبستان سخن سے تعلق رکھنے والے معروف ثنا خوان حضور ﷺ کی مدحت سرائی کو تحقیقی انداز میں پیش کرتے ہوئے سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ یہ پاکیزہ سلسلہ گفتگو عصر حاضر کے نعت نگار حضرات تک پھیلایا گیا ہے۔ بالخصوص امام نعت گویاں امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی بے مثال نعتیہ شاعری اور عالمگیر شہرت کے حامل سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" اور اس پر لکھی گئی معروف تضمینوں کی ادبی و فنی حیثیت کو نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھا گیا ہے بالخصوص "برہان رحمت" کی علمی و ادبی اور فنی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ "برہان رحمت" اس

گراں قدر مقدمے کے ساتھ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کے زیر اہتمام زیر طبع ہے۔اس کی اشاعت سے عاشقان مصطفیٰ ﷺ یقیناً شاد کام ہوں گے اور نعت گوئی کی تحریک کو بھی اس سے ضرور تقویت ملے گی۔برصغیر پاک و ہند میں اس تحریک کے آغاز کا سہرا ابھی امام نعت گویاں محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے سراقدس پر سجا ہوا ہے۔

متفرقات

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' کے حوالے سے آپ نے جو مقالات سالنامہ "معارف رضا" کراچی کے لئے لکھے تھے وہ بھی قابل ستائش ہیں۔ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

○فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام،مشمولہ سالنامہ معارف رضا کراچی۔1981ء

○امام احمد رضا کے حواشی کا تحقیقی جائزہ،مشمولہ۔۔۔۔1986ء

○امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔1983ء

○شرح قصیدہ رضا براصطلاح نجوم و فلکیات۔۔۔۔۔۔1987ء

شرح قصیدہ رضا براصطلاح نجوم و فلکیات۔۔۔۔۔۔1988ء

○محدث بریلوی اور میاں نذیر حسین دہلوی۔۔۔۔۔۔1991ء

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے حوالے سے چند نگارشات پر آپ نے گراں قدر مقدمے بھی لکھے ہیں۔چند ایک کی تفصیل یوں ہے:۔

○مقدمہ و ترتیب "ذوق نعت" از مولانا حسن رضا بریلوی،مطبوعہ کراچی

○ تقدیم تذکرہ جمیل (سوانح حجۃ الاسلام) از مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی مطبوعہ دہلی۔

○ تعاون: بخشش رب از سید محفوظ علی صابر القادری مطبوعہ راولپنڈی۔

○ مقدمہ باران رحمت (تضمین اول) از عبد القیوم سلطانپوری۔ غیر مطبوعہ۔

○ تعارف منظوم' حدائق بخشش خزینہ اسرار نعت از سید صابر حسین شاہ بخاری' زیر طبع۔

کرم فرما علامہ محمد منشا تابش قصوری کے ان الفاظ پر مقالے کا اختتام کرتا ہوں:۔

"کہتے ہیں شمس کبھی غروب نہیں ہوتا' البتہ تھوڑی دیر کے لیے اوٹ میں چھپ کر دوسرے مقام کو اپنے انوار و تجلیات سے منور کرتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو پھر شمس بریلوی کی بھی یہی کیفیت ہے' کہنے والوں نے کہا افلت الشمس غربت الشمس' شمس چھپ گیا' شمس غروب ہو گیا لیکن صاحبان بصیرت آج بھی دیکھ رہے ہیں' شمس بریلوی نصف النہار پر اپنی پوری تابانیوں سے چمک رہا ہے۔ اس کی چمک محامد میں' نعت و مناقب میں' نظم میں' نثر میں' تاریخ میں' سیرت میں' حدیث میں' فقہ میں' تحقیق میں' شروح میں' یہی نہیں بلکہ عقیدت میں' محبت میں' عشق میں' وہ تو ہر جگہ نور بار ہے ہر سمت ہر مقام ہر صحیح العقیدہ سنی کے سینے میں طلوع ہے' امام احمد رضا کا شمس' مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کا شمس' غوث اعظم جیلانی کا شمس ہمیشہ ہمیشہ چمکتا رہے گا"۔ (ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور مئی 97ء ص 61)

قطعات وصال

عالم دولت رضویت

۱۹۹۷ء

دل افسوس سے، غایت غم و اندوہ کے ساتھ
حضرت شمس کی رحلت کی سنی میں نے خبر

اہل تحقیق و تفکر کا وہ مخدوم جلیل
قائد دیدہ وراں، رہبر ارباب نظر

مسند علم و بصیرت کا تجمل لاریب
سطوت محفل دانش، حشم بزم ہنر

فاضل بے بدل و نابغہ لاثانی
شمس افلاک علو، اوج سعادت کا قمر

شارح فکر رضا، نکتہ ور و رمز آگاہ
اک سخن سنج کہ نازاں تھے سخن ور جس پر

کشور شعر کا وہ تاج ور بے ہمتا
جس کا فرمایا ہوا مستند و کیف آور

شہ اقلیم حقائق وہ مفکر بے مثل
خسرو ملک معانی وہ معارف پرور

جس کی تحریر مرصع و مدلل وہ ادیب
اس قلم کار کا ہر لفظ نفیس و نادر

چل بسا بزم جہاں سے سوئے فردوس بریں
میرا مشفق وہ کرم گار و عنایت گستر

اس کا احسان و کرم بھول نہیں میں سکتا
یاد رکھوں گا ہمیشہ اسے بادیدہ تر

اس کی رحلت سے ہے افسردہ جہان تحقیق
غم زدہ میرا دل زار ہوا غم زدہ تر

میری تعریف کی کچھ ایسی ضرورت بھی نہیں
اس کی دانائی و حکمت ہے من الشمس اظہر

مجھ سے کب اس کے محاسن کا بیاں ہے ممکن
میرے ادراک سے ہیں اس کے فضائل بڑھ کر

"شمس تبریز معارف" ہے سن وصل اس کا
پائے "جانسوز" سے طارق ہوا القا مجھ پر

اس کا مرقد چمن خلد کا طارق ہو مثیل
اس کی تربت کرے پرنور خدائے اکبر

طارق سلطانپوری

"شمس افق رضویت"

۱۹۹۷ء

گوہر بحر علم و شعور مہر سمائے صدق و یقیں
مرکز دائرہ تحقیق بزم ادب کا صدر نشیں
ایک وحید العصر ادیب اک شاعر ممتاز تریں
اس کی زباں دانش افزا اس کا قلم عرفان آگیں
اس کا وظیفہ ان کی ثنا جو ہیں صادق اور امیں
اس کی طرفگی فن کی دیدہ وروں نے کی تحسیں
اس کے حرف الماس و گہر اس کے لفظ مہ و پرویں
لو دے اٹھی علم کی لوح ثبت ایسی تحریریں کیں
چھوڑ کے آخر بزم حیات ہو گیا عازم خلد بریں
حضرت شمس کی رحلت سے ہے دنیائے علم حزیں
مخمور صہبائے رضا سالک راہ محی الدینؒ
اس کے علم کے خرمن کا میں اک ادنیٰ خوشہ چیں
وصف شمس بیان کرے ذرے کی یہ تاب نہیں
نور سے ہو یا رب معمور قبر محب سرور دیں

طارق اس کا سال وصال
"قابل فخر مفکر دیں"

۱۴۱۷ھ

طارق سلطانپوری

"شمس افق رضویت"

۱۹۹۷ء

نقد و تحقیق کے چمن کی بہار　　شہر علم و ادب کا حسن و جمال
بزم فکر و نظر کا صدر نشیں　　مرکز محفل علو خیال
اوج عرفاں کا آفتاب منیر　　آگہی کے فلک کا بدر کمال
شاہباز تفکر و تحقیق　　آفتاب جہان استدلال
نام ور فاضل و ادیب شہیر　　دیدہ ور، شاعر بلند خیال
ذوق افزا نگارشات اس کی　　خرد افروز اس کے ہیں اقوال
شرح فکر رضا" جو کی اس نے　　اس کے معیار کی نہیں ہے مثال
وا کیے عقدہ ہائے دیرینہ　　حل طلب کوئی بھی نہ چھوڑا سوال
اس کے پایہ شناس اہل نظر　　قدر داں اس کے صاحبان کمال
چشم عالم سے ہو گیا مستور　　وہ مکرم وہ پیکر افضال
لطف و اکرام سے نوازے اسے　　الکریم، الغفور، المتعال

اک سند رضویات پر تھا وہ
اس کا ہے "رضویات" سال وصال

۱۴۱۷ھ

طارق سلطانپوری۔ کراچی (۱۸ مئی ۹۷ء)

"شمس افق رضویت"

۱۹۹۷ء

وہ شمس رضا ڈوب گیا آہ بالآخر
افسردہ و غم خوردہ ہیں عشاق بریلی

خلوت میں بھی وہ نابغہ تھا انجمن آرا
تھی ڈار میں رہتے ہوئے بھی کونج اکیلی

راحت کدہ قبر میں آسودہ ہے اب شمس
جیسے کوئی دلہن ہو نئی اور نویلی

گو شمس تھا وہ خود بھی مگر چاند کی صورت
تنویر سب اس مہر جہاں تاب ہی سے لی

تشریح نہیں سہل کچھ افکار رضا کی
مشکل ذمہ داری تھی تو خود جان پہ لے لی

تحقیق و تفحص ہے بڑا آفت جاں کام
اس مرد قلندر نے مشقت بڑی جھیلی

اعدائے رضا سے وہ رہا معرکہ آرا
سو پشت سے جو لوگ ہیں باطل کے طفیلی

جیتا ہے کہ ہارا، یہ کرے فیصلہ تاریخ
اس قیس نے بازی تو مگر خوب ہی کھیلی

لاحق مجھے پہلے بھی نہ کچھ کم تھا غم و حزن
اس صدمہ تازہ نے میری جان ہی لے لی

فردوس کی خوشبو سے معطر ہو وہ مرقد
سر مطلع انوار ہو وہ خلد حویلی

از پا و سر زیب" ہے طارق سن وصلش
"عاشق، وہ مہ محفل عشاق بریلی"

۱۴۰۸+۹=۱۴۱۷ھ

طارق سلطانپوری۔ کراچی (۲۲ مئی ۹۷)

قطعہ نگارش

امام شہر عظمت

۱۹۹۷ء

○

شمس مرحوم تھے حقیقت میں اک جہان مکارم و افضال
ایسے مجموعہ فضائل کی بزم دوراں میں آج کم ہے مثال
ان کی طباعی و ذہانت کی اس زمانے میں ہے نظیر محال
علم، تحقیق، نقد، شعر، ادب ہے کثیر الجہات ان کا کمال
ہیں مضامین یا کتب ان کی سب وہ ہیں ان کے علم و فہم پہ دال
قسمت فیض علم میں گزرے شمس کی زندگی کے ماہ و سال
ہم تہی دامنان عالم کا ایک سرمایہ تھے وہ خوب خصال
یہ مقالہ لکھا ہے صابر نے جس میں ہے اس جری کی قیل و قال
شمس صاحب کے کارناموں کا ہے رقم اس میں حال یا لاجمال
ان کی یہ کاوش قلم ہے مفید ان کے دل میں یہ آیا اچھا خیال
کہا طارق سروش نے مجھ سے
"ذکر محمود شمس" طبع کا سال

۱۴۱۸ھ

طارق سلطانپوری کراچی۔ ۲۳ مئی ۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودھویں صدی ہجری

کے عظیم عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت الحاج
شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ مبارکہ
پر ایک مستند اور جامع دستاویز

سیدی ضیاء الدین

مرتبہ

حافظ محمد طاہر رضا قادری زید مجدہ

نہایت خوبصورت ڈائی دار جلد ـــــ صفحات ۶۵۶

رضا دار الاشاعت لاہور پاکستان